دل میں کوئی کام نہ کرنے کا ارادہ ہو، تو اس پر ان شاء اللہ کہنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی نے کہا فلاں کام کروگے تو اس نے کہا "ان شاء اللہ عزوجل "جبکہ اس کا اس کام کو کرنے کا پختہ ارادہ یا ارادہ ہی نہیں ہے، اس نے بس ان شاء اللہ کے مطلب "اگر اللہ نے چاہا" کو ذہن میں رکھ کر اس کے جواب میں "ان شاء اللہ عزوجل" کہا، تو اس میں کچھ گناہ تو نہیں؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

"ان شاء اللہ" کہنے کا اصل موقع محل تو یہی ہے کہ جب دل میں واقعی کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ موجود ہو تو اس پر "ان شاء اللہ" کہنا چاہیے، جیساکہ قرآنِ کریم میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے کہ پختہ ارادے کے ساتھ "ان شاء اللہ" کہا جائے۔ البتہ اگر پختہ ارادہ، یا اصلاً ارادہ ہی نہ ہو اور "ان شاء اللہ" کہا، تو یہ گناہ نہیں، تاہم بہتر یہی ہے کہ اگر کسی کام کا ارادہ نہ ہو تو مناسب انداز میں سامنے والے سے کہہ دیا جائے کہ فی الحال ارادہ نہیں، جب ارادہ بنے گا تو ان شاء اللہ ضرور کروں گا۔ یہ تو ایک عمومی صورتحال کا جواب ہے، لیکن اگر کسی صورت میں "ان شاء اللہ" کہنے سے ظاہر یہ کیا جائے کہ پختہ وعدہ اور یقینی ارادہ ہے لیکن دل میں نہ کرنے کا ذہن ہو تو اپنی نیت کی وجہ سے دھوکا قرار پائے گا اور یہ گناہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا(23) اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ" ترجمہ کنزالعرفان: اور ہرگز کسی چیز کے متعلق نہ کہنا کہ میں کل یہ کرنے والا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ (پارہ 15، سورہ الکھف: 23، 24)

کسی کام کے پختہ ارادے پر "ان شاء اللہ" کہنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ تفسیر خازن میں ہے: "قوله سبحانه وتعالى ولا تقولن لشيء إني فاعل ذلك غدا إلا أن يشاء الله **يعني إذا عزمت على فعل شيء غدا فقل إن شاء الله** ولا تقله بغير استثناء" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "اور کسی چیز کے بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ میں یہ کام کل ضرور کروں گا، مگر یہ کہ تو کہے: "اگر اللہ چاہے" یعنی جب تو کل کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو کہہ "اگر اللہ نے چاہا"، اور بغیر استثناء (یعنی "ان شاء اللہ" کہے بغیر) یہ بات نہ کہہ۔ (تفسیر خازن، جلد3، صفحہ 161، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

"ان شاء اللہ" کہنا تعریض میں داخل نہیں، لہذا ضرورت وبلا ضرورت مطلقاً گناہ نہیں، چنانچہ بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ میں ہے:

"ومن التعريض تقييد الكلام بلعل وعسى وعن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم «المخرج من الكذب» أي طريق الخروج

من الكذب «أربع إن شاء الله وما شاء الله ولعل وعسى» كذا في التتارخانية) لا يخفى أن الأولى للمصنف على هذا أن يضم القولين الأولين إلى الأخيرين لعل ذلك ليس من التعريض إذ التعريض ليس بجائز بلا ضرورة وهما ليسا كذلك فافهم"

ترجمہ: اور تعریض (یعنی ذو معنی بات) میں سے ہے کہ کلام کو لعلّ (شاید) اور عسی (امید ہے) سے مقید کرنا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ: کذب (جھوٹ) سے نکلنے کے چار راستے ہیں: ان شاء اللہ، ماشاء اللہ، لعلّ، اور عسی۔ ایسا ہی تتارخانیہ میں ہے۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مصنف کے لیے مناسب یہ تھا کہ پہلے دو الفاظ (ان شاء اللہ اور ماشاء اللہ) کو بعد کے دو (لعلّ اور عسی) کے ساتھ (کلام کی تقیید والی صورت میں) ملا دیتے، مگر شاید (ایسا اس لئے نہیں کیا) کیونکہ دراصل یہ دونوں (ان شاء اللہ اور ماشاء اللہ) تعریض میں داخل نہیں، اس لیے کہ تعریض بغیر ضرورت کے جائز نہیں، اور یہ دونوں (یعنی ان شاء اللہ اور ماشاء اللہ) اس نوع سے ہیں ہی نہیں۔ پس سمجھ لو۔ (بریقہ محمودیہ فی شرح طریقۃ محمدیۃ، جلد3، صفحہ 181، مطبعۃ الحلبی)

دھوکے کی مذمت کے بارے میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ﴿یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: یہ لوگ اللہ کو اور ایمان والوں کو فریب دینا چاہتے ہیں حالانکہ یہ صرف اپنے آپ کو فریب دے رہے ہیں اور انہیں شعور نہیں۔ (پارہ 1، سورۃ البقرۃ: 9)

مذکورہ آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظاہر و باطن کا تضاد بہت بڑا عیب ہے۔ یہ منافقت ایمان کے اندر ہو تو سب سے بدتر ہے اور اگر عمل میں ہو تو ایمان میں منافقت سے تو کم تر ہے لیکن فی نفسہ سخت خبیث ہے، جس آدمی کے قول و فعل اور ظاہر و باطن میں تضاد ہو گا تو لوگوں کی نظر میں وہ سخت قابلِ نفرت ہو گا۔ ایمان میں منافقت مخصوص لوگوں میں پائی جاتی ہے جبکہ عملی منافقت ہر سطح کے لوگوں میں پائی جا سکتی ہے"۔ (تفسیر صراط الجنان، جلد1، صفحہ 80، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

المعجم الکبیر للطبرانی کی حدیث مبارکہ ہے: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار»" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں اور مکر کرنے والا اور دھوکہ دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد10، صفحہ 138، رقم الحدیث: 10234، مطبوعہ قاھرۃ)

علامہ عبد الرؤوف مناوی علیہ الرحمۃ "فیض القدیر شرح جامع الصغیر" میں فرماتے ہیں: "والغش ستر حال الشیئ" ترجمہ: دھوکہ تو یہ کسی چیز کا اصل حال چھپانا ہے۔ (فیض القدیر، جلد6، صفحہ 185، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر)

دھوکہ دینا مطلقاً حرام ہے، چنانچہ سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: "غدر (دھوکہ) و بدعہدی مطلقاً سب سے حرام ہے، مسلم ہو یا کافر، ذمی ہو یا حربی مستامن یا غیر مستامن، اصلی ہو یا مرتد"۔ (فتاوی رضویہ، جلد14، صفحہ 139، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-967

تاریخ اجراء: 18جمادی الاولی1447ھ/10نومبر2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net